جناب راشد علی زئی'
''میرا کتب خانہ'' اٹک

گلشن مدنیؒ کا گل سرسبد
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنی جلالوی رحمہ اللہ

زیر نظر مضمون حضرت مولانا عبدالغنیؒ کی عظیم شخصیت کے بارے میں آپ کی زندگی کے بالکل آخری ایام میں جناب راشد علی زئی صاحب نے بھیجا تھا۔ لیکن افسوس کہ آپ کی حیات میں یہ مضمون شائع نہ ہوسکا۔ بہرحال مضمون کی اہمیت پہلے سے زیادہ ہوگئی ہے .... (ادارہ)

شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کی شاندار جدو جہد آزادی' لازوال تقویٰ و پرہیز گاری' علم وعمل کی برتری اور بے مثال کسر نفسی کی بدولت شروع ہی سے میرے دل میں ان کے لئے عقیدت ومحبت کا ایک سمندر موجزن ہے اوراس میں بحمد اللہ اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ اپنی اسی عقیدت ومحبت کی بدولت گلشن مدنیؒ کی خوشہ چینیوں میں لگا رہتا ہوں' میرے اسی شوق کو دیکھتے ہوئے ایک مرتبہ میرے عزیز دوست سجاد احمد ماگرے اور ڈاکٹر سعید احمد خان نے ذکر کیا کہ چھچھ کے معروف گاؤں ''جلالیہ'' میں گلشن مدنیؒ کا ایک مہکتا پھول موجود ہے' مجھے اپنی اس لاعلمی و بے خبری پر ازحد افسوس ہوا' کیونکہ میں پچھلے کئی سالوں سے ''علمائے چھچھ'' کے حالات واقعات جمع کرنے میں لگا ہوا تھا مگر مجھے اس زندہ وتابندہ ہستی کے بارے میں خبر ہی نہ ہوسکی' بہرحال میں اس ہستی کی زیارت کیلئے بے چین ہوگیا۔ میری اس بے چینی و بے قراری سے میرے دونوں عزیز دوست بھی بے خبر نہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ مسبب الاسباب نے بہت جلد ہی اسباب پیدا فرمادیئے اور ایک روز اچانک سجاد احمد نے آکر مجھے بتایا کہ حضرو کے مرکز تبلیغ وعلم میں کل صبح حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالغنی مدظلہ العالی جلوہ افروز ہورہے ہیں۔ میں نے بے چینی سے وہ رات گزاری اور اگلے روز ان کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ پھر انتظار کی یہ گھڑیاں ختم ہوئیں اور ایک نہایت ہی شفیق ونورانی شکل اور بلند قامت ہستی کی زیارت سے میری آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور حاصل ہوا۔ مجھے بفضل تعالیٰ بے شمار علماء و بزرگوں کی شفقت ومحبت کا اعزاز حاصل رہا ہے مگر میں بلامبالغہ دعلوہ سے کہتا ہوں کہ اس سے پہلے اس قدر کشش ونورانیت کم از کم میں نے کسی چہرے میں نہ پائی تھی' میری آنکھیں بے اختیار عقیدت ومحبت کے بوجھ سے جھکتی چلی گئیں۔ بعدازاں ڈاکٹر سعید احمد خان (جو مہتمم مدرسہ مولانا حافظ رشید احمد کے چھوٹے بھائی اور معروف علمی وتبلیغی شخصیت ماسٹر کرم داد

صاحب کے فرزند ہیں) نے تعارف کروایا اور میرے والد گرامی خواجہ محمد خان اسدؒ کے علمی و ادبی کارناموں‘ لائبریری کے قیام اور پھر عین ان کی پیشین گوئی کے مطابق بدورانِ حج مکہ مکرمہ میں غارِ حرا کے مقام پر ان کی رحلت کا ذکر کیا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے بطور خاص شفقت و محبت سے نوازا اور علم و عمل‘ غارِ حرا کی فضیلتوں اور بدورانِ حج وہاں رحلت کی خوش نصیبی کا دیر تک تذکرہ فرمایا۔ اسی دوران مرکز تبلیغ میں موجود ایک تبلیغی جماعت کے کچھ افراد آ گئے اور دعا کیلئے درخواست کی تو آپ نے فرمایا ”آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ آپ لوگ تو اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے ہیں اس لحاظ سے آپ اللہ کے مجاہد ہیں“ پھر آپ نے تمام حاضرین محفل سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ ”ہمیں اللہ تعالیٰ کے شکر کا بھی شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔“

اسی دوران حضرت شیخ الحدیث مدظلہ‘ کے ساتھ ان کی پلیٹ میں ہی ان کے ساتھ کھانا کھایا۔ گفتگو کا سلسلہ جاری تھا کہ اسی دوران میں ایک خوشگوار حیرت سے دوچار ہوا اور میرے دل و دماغ میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ‘ کی محبت و عقیدت یکدم بہت زیادہ بڑھ گئی۔ ہوا یوں کہ میں نے پوچھا کہ ”آپ دیوبند کس سن میں گئے تھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ۶۳ھ میں! میں دل میں ذرا حیران ہوا کہ شاید ضعیف العمری کا تقاضہ ہے اور آپ کو سہو ہوا ہے۔ کیونکہ تقسیم ہند کے بعد ان کا وہاں جانا اور حضرت شیخ مدنیؒ سے فیض حاصل کرنا عجیب سی بات ہے۔ میں ابھی دل میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ نے میرے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ”میں عیسوی کی نہیں‘ ہجری کی بات کر رہا ہوں۔“ میں ان کی اس قیافہ شناسی اور روحانی قوت پر عش عش کر اٹھا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ”میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ الحدیث ہوا ہوں اور حضرت شیخ مدنیؒ کے سامنے نہ صرف زانوئے تلمذ تہہ کیا بلکہ ان سے بیعت کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔“ آپ نے اپنی عمرِ عزیز کے بارے میں بتایا کہ اس وقت قریباً ۹۵ سال ہے۔ مگر صحت اللہ کے فضل و کرم سے بہت بہتر ہے۔ غرضیکہ انہی باتوں میں وقت کا احساس ہی نہ ہوا اور آپ کی رخصتی کا وقت آن پہنچا آپ چونکہ عمرہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے‘ اس لئے اسلام آباد فلائیٹ کے لئے پہنچنا تھا۔ وقت رخصت میں نے حرمین شریفین میں دعا کی درخواست کی تو آپ نے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے فرمایا کہ ”تمہیں وہاں کیسے بھول سکتا ہوں کہ تمہارا باپ تو پہلے ہی وہاں ڈیرے جمائے بیٹھا ہے۔“ میں نے جاتے جاتے واپسی کا پوچھا تو آپ نے کہا کہ جب اللہ کو منظور ہوگا واپسی ہو جائے گی۔“ میں نے اصرار کیا تو فرمانے لگے ”ہماری کیا مجال ہے بس اسی رب کا حکم جب ہوگا واپسی ہو جائے گی۔“ پھر آپ عمرہ کے لئے رخصت ہو گئے۔ مگر میرے دل میں ایک عجیب سی بے چینی رہنے لگی اور دل دوبارہ ملاقات و زیارت کے لئے مچلنے لگا۔ ڈاکٹر سعید احمد خان سے ان کی خیریت معلوم کرتا رہتا۔ چند ماہ بعد پتہ چلا کہ آپ کی عمرہ سے واپسی ہو گئی ہے۔ حاضری کا پروگرام بنتا رہا مگر اللہ کو منظور نہ تھا اور سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا‘ دل ملاقات کے لئے بیتاب رہا مگر............! آخر ایک روز ڈاکٹر سعید احمد نے بتایا کہ حضرت کل روز جمعرات اپنے کچھ عزیزوں کی

نکاح خوانی کے سلسلہ میں کراچی تشریف لے جارہے ہیں اور میں آج ان کا ٹکٹ بنوا کر ظہر سے ذرا پہلے ''جلالیہ'' خدمتِ حضرت میں جاؤں گا۔ بس ٹلا وا آ گیا اور ڈاکٹر سعید کے ہمراہ میں اور برادرم سجاد تیار ہو گئے۔ ہمیں جاتا دیکھ کر سجاد کے چچا محترم حاجی عبدالرحمٰن بھی ہمارے ساتھ چل پڑے۔ ہم بمشکل ظہر کی جماعت کو جلالیہ شیخ الحدیث مدظلہٗ کی مسجد میں پہنچ سکے۔ خوبی قسمت کہ جماعت کے دوران ہی حضرت شیخ الحدیث میرے ساتھ آ کر کھڑے ہو گئے۔ فراغت نماز کے بعد مصافحہ ہوا تو حضرت نے مجھ سے خیریت دریافت فرمائی اور پوچھا کہ کس وقت آئے ہو؟ میں نے ڈاکٹر سعید کا بھی بتایا تو فرمانے لگے سعید احمد کدھر ہے؟ میں نے بتایا کہ نماز پڑھ رہا ہے۔ اتفاق کی بات جب میں نماز پڑھ رہا تھا تو تشہد کے دوران ایک مکھی میرے ہاتھ پر بار بار بیٹھ کر مجھے تنگ کر رہی تھی اور میں اسے بار بار اڑانے کی خاطر ہاتھ کو حرکت دے رہا تھا۔ میری یہ حرکت شاید حضرت نے دیکھ لی تھی۔ اس لئے مجھے اسی وقت فرمایا کہ نماز میں بالکل حرکت نہیں کرنی چاہیے۔ چاہے بے شک کوئی بھی چیز کاٹتی رہے۔ میں نے اس نصیحت کو پلے باندھتے ہوئے بقایا نماز پوری کی۔ اس کے بعد حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی محفل سج گئی۔ ہمارے سمیت کئی آدمی اکٹھے ہو گئے۔ حضرت مسجد کے برآمدے میں مصلے کے قریب جلوہ افروز ہوئے اور مجھے حضرت کے پہلو میں نشست میسر آ گئی۔ سب سے پہلے تو ڈاکٹر سعید احمد نے حضرت کے ٹکٹ کی بات کی۔ تب پتہ چلا کہ حضرت وعدہ کے مطابق سعید احمد کے فون کے انتظار میں فون کے پاس ہی بیٹھے رہے' اسی لئے جماعت کو بھی پہنچنے میں دیری ہو گئی۔ اس کے بعد سجاد نے میرا تعارف کروانے کی کوشش کی تو حضرت مدظلہ نے پہلی ملاقات کو یاد کرتے ہوئے میری طرف التفات فرمایا تو ہم سب حضرت کے قوت حافظہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ پھر وہی ہوا جس بات سے میں ڈر رہا تھا کہ پہلی ملاقات میں بھی حضرت نے بطورِ خاص مجھے داڑھی رکھنے اور چہرہ سنت رسول ﷺ کے مطابق بنانے کی تلقین کی تھی۔ اور آج پھر حضرت نے وہی نصیحت شروع کر دی اور فرمایا کہ یہود و ہنود نے ہمیں اپنی ہر ایک بات دے دی ہے اور ہم نے بھی بلا تکلف ان کی ہر بری عنایت کو گلے سے لگا لیا ہے۔ پھر مسکراتے ہوئے ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ ایک بچہ اپنے داڑھی والے باپ کی بجائے ایک کلین شیو مرد کے پاس بھاگ کر گیا پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ بچہ قدرتی طور پر ماں کے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لئے وہ اس کے مشابہ شکل کے پاس ہی گیا۔ اسی طرح حضرت مدنیؒ کا ایک واقعہ سنایا کہ ایک ڈاکٹر نے داڑھی پر اعتراض کرتے ہوئے یہ جملہ لکھا کہ پیدائش کے وقت چونکہ داڑھی نہیں ہوتی اس لئے یہ فطرتی چیز نہیں ہے۔ تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے پھر انسان کو دانت بھی توڑ دینے چاہئیں کہ یہ بھی پیدائش کے وقت نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی فطرتی چیز نہیں ہیں اور پھر اس جواب کا عنوان لکھا کہ ''دندان شکن جواب''......! حضرت مدظلہٗ نے مسلم تہذیب کو عیسائی اور غیر مسلم تہذیب و کلچر میں رنگ جانے پر بے حد دکھ و کرب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ''ایک مرتبہ میں نے جدہ میں ایک عربی شخص کو ٹائی لگاتے ہوئے دیکھا تو اسے روک کر عربی میں پوچھا کہ کیا یہ ٹائی لگانے سے

تمہاری تنخواہ یا عہدے وغیرہ میں کوئی خاص اضافہ ہوگیا ہے۔"

اسی دوران چچا عبدالرحمٰن نے کہا کہ حضرت مدنیؒ کا کوئی واقعہ سنائیں......! حضرت مدنیؒ کا نام نامی سن کر آپ نے آنکھیں بند کیں اور چند لمحے عجب کیفیت رہی پھر گلو گیر آواز میں بولنا شروع کیا اور فرمایا کہ "سلہٹ کے اندر ایک قاری صاحب تھے وہ رمضان گزارنے کے لئے حضرت مدنیؒ کے ساتھ آئے تھے' ایک روز سحری کے وقت حضرت مدنیؒ نے ازراہ مذاق فرمایا کہ یہ قاری صاحب "عجیب جن" ہے۔ سب حاضرین مجلس حیران و ششدر رہ گئے تو حضرت مدنیؒ نے خود ہی وضاحت فرمادی کہ جب ہم لوگ اسارت مالٹا کے لئے بھیجے گئے تو پہلے ہمیں مصر میں ٹھہرایا گیا۔ وہاں ہمارے مکان الگ الگ تھے' اور ایک دوسرے سے ملاقات کی قطعاً اجازت نہ تھی بلکہ ہمیں مکمل طور پر ایک دوسرے سے بے خبر رکھا گیا تھا اور پھر پہرا بھی سخت کڑا تھا۔ اس لئے حضرت شیخ الہندؒ کو ہم برخورداروں کی بے حد فکر رہتی تھی کہ نہ جانے ہم کس حال میں ہوں گے اور ادھر ہمیں حضرت شیخ الہندؒ کی خیریت مطلوب رہتی تھی۔ ایسے عالم میں ایک دفعہ یہ قاری صاحب نہ جانے کس طرح حضرت شیخ الہندؒ کی رہائش کے دروازے پر جا پہنچے اور پہرہ داروں کی وجہ سے آواز نکالنے کی بجائے تالی بجائی تو حضرت شیخ الہندؒ نے اندر سے پوچھا کون ہے؟ تو قاری صاحب نے با آہستگی سے جواب دیا کہ اپنا آدمی ہوں اور پھر انہوں نے حضرت شیخ الہندؒ کو سب کے حالات سے آگاہ کیا اور ہم سب کو آکر حضرت شیخ الہندؒ کی خیریت سے مطلع کیا تو ہم نے شکرِ رب اللہ کیا۔ اس لئے حضرت شیخ الہندؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ عجیب جن ہے۔ جس نے اتنے کڑے پہروں کے دوران نہ جانے کس طرح میرے پاس پہنچ کر مجھے سب کی خیریت سے آگاہ کیا۔

اسی طرح حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے ایک دوسرا واقعہ سنایا کہ "سلہٹ کے اندر ایک لڑکا تھا اور جنات اس کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ جنات اس لڑکے کے والد کے شاگرد تھے اور اس کی وفات کے وقت جنات نے ان سے کوئی خدمت پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میرے بعد میرے بیٹے کا بہت خیال رکھنا کہ کہیں یہ بدراہ نہ ہوجائے اور دین کی بجائے دنیا میں نہ اُلجھ جائے۔ حضرت مدنیؒ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو انہوں نے اس لڑکے اور جنات سے ملنے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ چنانچہ جنات سے اگلے روز بعد نماز مغرب ملاقات کا وقت طے ہوا۔ حضرتؒ نے نماز مغرب کے بعد صلوٰۃ اوابین ادا کی اور حسب پروگرام مقررہ جگہ پر پہنچے تو پتہ چلا کہ حضرتؒ صلوٰۃ اوابین کی وجہ سے ذرا لیٹ ہوگئے ہیں اور جنات جا چکے ہیں۔ بعدہٗ حضرتؒ نے اگلے روز وہیں نماز مغرب ادا کرنے اور اسی وقت ملاقات کا وقت طے کیا۔ اگلے روز جب حضرت مدنیؒ نماز مغرب ادا کر رہے تھے تو کندھوں پر بوجھ محسوس کیا تو آپ سمجھ گئے کہ جنات آچکے ہیں۔ آپ نماز سے فارغ ہوئے تو برآمدے میں رکھے لیمپ کی لو مدہم کردی گئی اور آپ مسجد کے اندر کمرے کے ایک کونے میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے جنات سے ملاقات کی۔ سب سے پہلے اس لڑکے نے تلاوتِ کلام مجید کی۔ بعدازاں حضرت مدنیؒ کا جنات سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا تو حضرتؒ نے ان سے کہا کہ ہمیں

ایک سلسلے میں تمہاری مدد کی اشد ضرورت ہے۔کیا تم ہماری کچھ مدد کرسکو گے؟ جنات نے حیران ہوکر پوچھا کہ آپ بتائیں؟ تو حضرت مدنیؒ نے فرمایا کیا تم انگریزوں کو یہاں سے نکالنے میں ہماری کچھ مدد کرسکتے ہو؟ جنات نے معذرت کی اور بتایا کہ ہمارے بڑے غیر مسلم ہیں اس لئے ہمیں ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کو بھی ان سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اس لئے ہم اس سلسلے میں آپ کی مدد سے معذور ہیں۔

حضرت مدنیؒ کے اوصاف حمیدہ و کمالات عجیبہ کا سلسلہ چل نکلا تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے فرمایا کہ ''حضرت مدنیؒ انتہائی متواضع اور کسرنفسی والے انسان تھے۔انکا دسترخوان کبھی خالی نہ ہوتا تھا اگر اتفاق سے کوئی مہمان نہ ہوتا تو اساتذہ یا پھر طلبہ کو ہی شریک طعام کرلیا کرتے تھے۔کسرِ نفسی کی یہ شان تھی کہ ''ایک دفعہ ایک شخص دیوبند آپؒ سے ملنے آرہا تھا تو ایک کھتری بھی اس کے ہمراہ دیوبند اپنے کچھ رشتہ داروں سے ملنے چلا آیا اور اپنے ہمراہی سے کہا کہ میں اپنے عزیزوں سے ملاقات کرکے اور رات کا کھانا وغیرہ کھا کر تمہارے پاس آجاؤ نگا اور رات تمہارے ساتھ ہی گزارونگا۔وہ حسب پروگرام آیا اور رات جب بستر پر لیٹا تو حضرت مدنیؒ اس کے پاؤں دبانے لگے۔یہ صرف اس ایک شخص کے ساتھ امتیازی سلوک نہ تھا بلکہ یہ رویہ ان کی فطرت کا حصہ بن چکا تھا۔اللہ اکبر! کیا آج کسرِ نفسی کی ایسی کوئی مثال کہیں مل سکتی ہے۔اسی طرح کا ایک اور واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ'' میں ایک مرتبہ سلہٹ ساتھ گیا۔وہاں ہم الگ الگ کمروں میں تھے۔مجھے اپنے کمرے میں خیال ہوا کہ میں جاکر کچھ خدمت وغیرہ کرلوں یا کچھ پانی وغیرہ کا پوچھوں' بس اس ارادے سے میں نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرتؒ میرے لئے کھانا لئے میرے کمرے کے دروازے پر موجود تھے۔

حضرت مدنیؒ کا تذکرہ چھڑ گیا تھا اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کے سامنے گویا یادوں کا گلشن کھل چکا تھا وہ حضرت مدنیؒ کے واقعات والہانہ انداز میں سنائے چلے جارہے تھے اور ہم سب ہمہ تن گوش تھے۔انہوں نے دیوبند میں قیام کے دوران کا ایک واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ ''اس زمانے میں تھیٹر ہوا کرتے تھے۔ایک دفعہ ایک تھیٹر والا دیوبند آ گیا۔حضرتؒ کو جب اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے ''گورنمنٹ کو درخواست دی کہ اس اخلاق سوز اور غیر اسلامی چیز کو روکا جائے'' تو گورنمنٹ نے پابندی لگادی مگر چونکہ وہ تھیٹر والا کافی خرچہ کرچکا تھا اس لئے علاقہ کے امراء و رؤساء کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ میں اپنا خرچہ پورا کرکے چلا جاؤں گا اس طرح اس نے ان سب حضرات سے اپنی حمایت میں دستخط کروالئے اور کمشنر کے پاس چلا گیا مگر کمشنر نے کہا کہ اس کاغذ پر اگر حضرت مدنیؒ بھی دستخط کردیں تو ہم پابندی اٹھالیں گے۔وہ شخص حضرتؒ کے پاس دوران درس چلا آیا اور حضرتؒ سے مدعا بیان کیا تو حضرتؒ سخت غصے میں آگئے اور فرمایا کہ تم نے مجھے کمینہ سمجھ رکھا ہے کہ ایک خلاف شرع کام کی حمایت کروں۔غرضیکہ اسے بہت ہی زیادہ برا بھلا کہہ کر دھتکار دیا بعد میں بھی کافی دیر تک طبیعت مکدر رہی۔مگر کچھ ہی دیر بعد سبق پڑھانے میں مگن ہوگئے اور طبیعت اسی طرح ہشاش بشاش کرلی جس طرح دوران درس آپ کا خاص وطیرہ تھا۔